www.KitaboSunnat.com

قاری عبد الجبار

طاہر القادری کی مغرب نوازیاں: اسلام کی نظر میں

طاہر القادری کس مقصد کے حصول کے لئے واپس آئے ہیں...؟ وہ معاشرے میں کیا تبدیلیاں لانا چاہتے ہیں...؟ کینیڈا سے وہ کس کا ایجنڈا پورا کرنے آئے ہیں...؟ طاہر القادری کونسا انقلاب لانا چاہتے ہیں...؟ ان تمام اُمور کو مروّجہ سیاسی معیارات پر پرکھنے کے بجائے ہم طاہر القادری کے عقائد و نظریات کی ایک جھلک ذیل میں پیش کر رہے ہیں جس سے یہ تمام اُمور خود بخود واضح ہو جائیں گے:

یہودی اور عیسائی کفار میں شامل نہیں!

مسلمانوں کے متفقہ عقائد میں یہ بات شامل ہے کہ جو شخص بھی رسالتِ محمدی ﷺ پر ایمان نہیں رکھتا اور آپ کی نبوت کا کسی بھی صورت انکاری ہو تو وہ شخص کافر ہے، چاہے وہ کسی بھی آسمانی کتب کا ماننے والا ہو جیسا کہ تورات وانجیل کے ماننے والے یہودی و نصرانی۔ مگر طاہر القادری صاحب ایک نئے دین کی داغ بیل ڈالنے کے خواہاں ہیں جس کے تانے بانے دراصل 'وحدتِ ادیان' کے باطل عقیدے سے جا کر ملتے ہیں اور یہود و نصاریٰ کی تو آخری کوشش ہی یہی ہے کہ مسلمانوں کو کسی طرح اس باطل عقیدے پر راضی کر لیا جائے اور اُن کو اسے قبول کرنے پر مجبور کیا جائے۔ چنانچہ طاہر القادری صاحب ایک محفل میں یوں گویا ہوئے:

> ''پوری دنیا میں جو تقسیم کی جاتی ہے تو Believers اور Non Believers کی تقسیم کی جاتی ہے۔ Non Believers کو کفار کہتے ہیں علمی اصطلاح میں، اور Believers ان کو کہتے ہیں جو اللہ کی بھیجی ہوئی وحی پر، آسمانی کتابوں پر، پیغمبروں پر ایمان لاتے ہیں؛ مذہب اُن کا کوئی بھی ہو۔ جب Believers اور Non Believers کی تقسیم ہوتی ہے تو یہودی عقیدے کے ماننے والے لوگ، مسیحی برادری اور مسلمان یہ تین مذاہب Believer میں شمار ہوتے ہیں، یہ کفار میں شمار نہیں ہوتے۔''[1]

طاہر القادری صاحب گاہے بگاہے تمام کفریہ مذاہب کے پیشواؤں کو بلا کر مختلف عنوانات کے تحت تقریبات کا انعقاد کرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح کی ایک محفل، جس میں تمام کفریہ مذاہب کے

1 http://www.tahirulpadri.com/audio/Tahirul_Padri_ka_bayan_Yahoodi_aur _Isaai_Beleivers_hai_MaazAllah.mp3

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیشواؤں کو بلایا گیا تھا، اس میں طاہر القادری یوں گویا ہوئے:

"اللہ نام میں صرف مسلمانوں کے خدا کی خصوصیت نہیں۔ اللہ صرف God کا عربی ترجمہ ہے اور اپنے خدا کو جس نام سے جس طرح چاہے پکارو، ویسے پکارو جیسے تمہارے مذہب میں ہے"

چنانچہ اس موقع پر تمام کفار نے اپنے اپنے مذہب کے مطابق اپنے معبودوں کے نام لینا شروع کر دیے اور طاہر القادری مائک لے کر فرداً فرداً ہر ایک کے پاس جاتے رہے۔[1]

اسی طرح عیسائیوں کے سب سے بڑے تہوار 'کرسمس ڈے' کے موقع پر اپنے ادارے کی جانب سے منعقدہ تقریب کے موقع پر جو خطاب کیا، وہ اس طرح اخبارات کی زینت بنا: "یہودی، مسلمان اور کرسچین ایمان والوں میں شامل ہوتے ہیں۔ جو کسی آسمانی کتاب پر ایمان نہیں رکھتے، وہ کفار ہیں۔"[2]

"دنیا میں تین بڑے مذاہب ہیں: یہودی، عیسائی اور مسلمان جو اہل ایمان کی صف میں شامل ہیں۔"[3]

حالانکہ مذکورہ عقیدہ سراسر باطل ہے۔ صحیح مسلم میں نبی مکرم ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ»[4] "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے! کہ اس اُمّت کا جو شخص بھی، خواہ یہودی ہو یا نصرانی، میری بعثت کی خبر سن کر میری نبوت اور اس دین پر جو میں لے کر آیا ہوں، ایمان لائے بغیر مر گیا تو وہ جہنمی ہے۔"

اسی طرح امام حاکم، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ فرمانِ نبوی ﷺ روایت کرتے ہیں:

«ما من أحد يسمع بي من هذه الأمة، ولا يهودي ولا نصراني، ولا يؤمن بي إلا دخل النار» فجعلت أقول: أين تصديقها في كتاب الله؟ وجدت هذه الآية ﴿مَن يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ﴾ قال: الأحزاب الملل كلها[5]

"اس اُمّت کا جو بھی آدمی خواہ یہودی ہو یا نصرانی، میری بعثت کی خبر سن کر مجھ پر ایمان نہ لائے گا، وہ جہنم میں جائے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد سن کر دل میں کہنے لگا کہ قرآنِ کریم کی کون سی آیت سے اس کی تصدیق ہوتی ہے؟ تو

1 http://www.tahirulpadri.com/audio/TAHIRUL_PADRI_promoting_Shirk_Shaykhul_Shaitan_Exposed.mp3

۲ روزنامہ خبریں، ۳ جنوری ۲۰۰۶ء

۳ روزنامہ انصاف، ۳ جنوری ۲۰۰۶ء

۴ صحیح مسلم: ۲۴۰

۵ مستدرک الحاکم: ۳۲۶۷ ... هٰذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه... سورۃ ہود: ۱۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخر سورۂ ہود کی یہ آیت میرے ذہن میں آئی: ﴿ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ﴾ "اور تمام احزاب میں سے جو بھی آپ ﷺ کا منکر ہو تو اُس کے آخری وعدے کی جگہ جہنم ہے۔" پھر فرمایا: 'الاحزاب' میں تمام مذاہب کے لوگ شامل ہیں۔"

درج بالا احادیث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اہل ایمان صرف وہ ہے جو کہ تمام آسمانی کتب اور انبیاے کرام پر ایمان رکھنے کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ کے نبوت کا اقراری بھی ہو ورنہ بصورتِ دیگر اس کا شمار کفار میں ہوگا اور وہ دائمی طور پر جہنم میں رہے گا۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ باطل عقیدے کے کوئی پیر نہیں ہوتے اور نہ اس کی کوئی بنیاد ہوتی ہے۔ یہی معاملہ طاہر القادری کے اس باطل عقیدے کا ہے کہ وہ ایک طرف یہودیوں اور نصرانیوں کو اہل ایمان میں شمار کرتے ہیں اور اِس کے لئے اُن کا معیار صرف ان یہودیوں اور نصرانیوں کا اپنی اپنی آسمانی کتب پر ایمان رکھنا ہے۔ جبکہ وہ مسلمانوں کے لئے اہل ایمان کی صف میں شامل رہنے کے لئے جو شرط عائد کرتے ہیں، اس میں حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت ورسالت پر ایمان رکھنا لازم سمجھتے ہیں اور اس کا انکار کرنے والے کو کافر سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ طاہر القادری نے مسیحی برادری کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"انہوں نے کہا اگر کوئی مسلمان تمام فرائض پر عمل پیرا ہو کر اگر یسوع مسیح کی نبوت پر اور رسالت کا انکار کر دے تو وہ کافر تصور ہو گا۔"[1]

ذرا غور فرمایئے! کہ کوئی مسلمان اگر یسوع مسیح کی نبوت کا انکار کر دے تو وہ اہل ایمان کی صف میں سے نکل کر کافروں کی صف میں شامل ہو جائے گا (جو کہ اپنی جگہ درست بات ہے) مگر یہودی اور نصرانی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت ورسالت کا انکار کرنے کے باوجود اہل ایمان اور مسلمان ومؤمن کی صف میں شامل رہیں گے؟ بھلا خود ہی عقل وانصاف سے سوچئے کہ یہ کیسا انصاف ہے جو جناب کی زبان سے صادر ہو رہا ہے، اس عقیدہ کی خرابی اور گمراہی میں کیا شک ہو سکتا ہے؟؟

طاہر القادری کی جانب سے کرسمس کی تقاریب کا اہتمام

طاہر القادری صاحب نے ایک طرف یہود ونصاریٰ کو اہل ایمان کی صف میں شامل کیا بلکہ اُن کی خوشنودی ورضا کے حصول کے لئے اتنا آگے بڑھ گئے کہ اپنے ادارے منہاج القرآن کے تحت "میری کرسمس ڈے" منایا جانے لگا جس میں نہ صرف باقاعدہ عیسائی پادریوں کو مدعو کیا جاتا ہے بلکہ عیسائیوں کی طرح کرسمس کیک کاٹا جاتا ہے اور شمعیں روشن کی جاتی ہیں۔

۳/ جنوری ۲۰۰۶ء کو پاکستان کے تمام اخبارات میں یہ خبر تصاویر کے ساتھ نمایاں چھپی کہ طاہر

1 روزنامہ خبریں، ۳ جنوری ۲۰۰۶ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القادری عیسائی پادریوں کے ہمراہ کرسمس کیک کی شمعیں روشن کر رہے ہیں، کرسمس کیک کاٹ رہے ہیں اور عیسائی برادری میں تحفے بھی تقسیم کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ عیسائی اپنے ڈھول باجے بھی ساتھ لائے تھے جس کو اُنہوں نے مذہبی عقیدت کے ساتھ بجایا، جس میں طاہر القادری کے الفاظ یہ تھے:

"اُنہوں نے وہاں موجود مسیحی ڈھول باجے کی دھنیں بجانے والوں کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ کی اُنگلیاں ماہرانہ انداز میں چلتی ہیں۔ میری خواہش ہے کہ آپ سنیوں کے محفل سماع میں بھی آئیں اور قوالی میں شریک ہوں۔"[1]

اس کے ساتھ ساتھ اُنہوں نے یہ حکم بھی صادر فرمادیا کہ

"منہاج القرآن کی مسجد عیسائیوں کے لئے کھلی رہے گی۔ اُنہوں نے کہا کہ ہمیں امن کے قیام کے لئے نفرتیں ختم کرنا ہوں گی۔"[2]

"ڈاکٹر طاہر القادری نے کہا ہے کہ ادارہ کی مسجد مسلمانوں کے ساتھ عیسائی بھائیوں اور بہنوں کیلئے بھی ہر وقت کھلی ہے۔ وہ جب چاہے اپنے مذہب کے مطابق اسمیں عبادت کر سکتے ہیں۔"[3]

یعنی اب مسلمانوں کی مساجد میں عیسائی ڈھول باجوں کے ساتھ عبادت کریں گے اور اپنا ناقوس بھی مساجد میں بجائیں گے۔ العیاذ باللہ

چنانچہ جب طاہر القادری صاحب کی اس حرکت پر اعتراض کیا گیا اور سخت تنقید کی گئی تو اُن کے ایک مرید ابو الاوّاب ہاشمی نے "کرسمس کی تقاریب کا اہتمام اور اُن میں شرکت" کے تحت منہاج القرآن کی ویب سائٹ پر اس اعتراض کا جواب یوں دیا:

"اس ضمن میں سب سے پہلے یہ امر ذہن نشین رکھنا ضروری ہے اور اس میں کوئی دو آرا نہیں ہیں کہ کرسمس مسیحیوں کا مذہبی تہوار ہے۔ مسلمانوں کے لیے اسے مذہبی طور پر اپنانا جائز نہیں ہے۔ تحریک کے مرکز یا بیرونِ ملک مراکز پر منعقد ہونے والی کرسمس کی تقاریب کا انعقاد قطعی طور پر مسلمانوں کے لیے نہیں بلکہ مسیحی مذہب کے پیروکاروں کے لیے کیا جاتا ہے۔ اس میں شرکا کی کثیر تعداد مسیحی افراد کی ہی ہوتی ہے اور تحریک منہاج القرآن کے سربراہ و قائد جذبۂ خیر سگالی کے اظہار کے لیے ایسی تقاریب میں شریک ہوتے ہیں۔ کرسمس کو اسلامی تہوار کے طور پر منایا جاتا ہے، نہ کہ اس کا اہتمام مسلمانوں کے لئے کیا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ الزام کلیتاً بے بنیاد ہے کہ کرسمس کی تقریب کے منہاج القرآن کے کسی مرکز پر

---

۱ روزنامہ انصاف، ۳جنوری ۲۰۰۶ء

۲ روزنامہ ایکسپریس، ۳جنوری ۲۰۰۶ء

۳ روزنامہ جناح، ۳جنوری ۲۰۰۶ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انعقاد کا مقصد مسلمانوں میں اس تہوار کو عام کرنا یا نصاریٰ کی مشابہت اختیار کرنا ہے۔"[1]

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب کرسمس ڈے مسلمانوں کا تہوار نہیں اور مسلمانوں کی اس میں شرکت بھی جائز نہیں تو پھر اس تہوار کا اپنے ادارے کے تحت انعقاد کرنا کیسے جائز ہو گیا؟ اور جب عام مسلمانوں کی اس میں شرکت جائز نہیں تو طاہر القادری صاحب کو وہ استثنیٰ کس وحی کے تحت مل گیا کہ اُن کے لئے اس میں شرکت جائز ہو گئی۔ باخبر لوگوں کا کہنا ہے کہ طاہر القادری نے اپنے حلقہ انتخاب میں الیکشن جیتنے کے لئے عیسائی برادری کے ساتھ اس قدر خیر سگالی کا مظاہرہ کیا کیونکہ اس حلقہ میں عیسائی لوگ بڑی تعداد میں موجود ہیں۔

جہاں تک سوال ہے 'جذبۂ خیر سگالی' کا تو کیا ایسا کوئی ثبوت ہمیں رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ کے دور میں ملتا ہے کہ اُنہوں نے 'جذبۂ خیر سگالی' کے تحت کفار کے تہواروں میں شرکت کی ہو بلکہ اس کا اپنی طرف سے انعقاد بھی کیا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کو کفار کے اس قسم کے تہواروں سے دور رہنے کا صریح حکم دیا گیا ہے اور ان میں کسی بھی طرح کی شرکت کو کفر و شرک سے تعبیر کیا گیا ہے۔

سلف و خلف کے فقہا اور علماے کرام اس بات پر متفق ہیں کہ اگر کسی قوم کے مذہبی تہواروں کی تعظیم اور تقریبات کا انعقاد شعوری طور پر کیا جائے تو یہ کفر ہے اور اس فعل سے انسان اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ جیسا کہ ثابت بن ضحاکؓ سے مروی یہ حدیث اس بارے واضح رہنمائی کرتی ہے:

قَالَ نَذَرَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنْ يَنْحَرَ إِبِلًا بِبُوَانَةَ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ إِبِلًا بِبُوَانَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «هَلْ كَانَ فِيهَا وَثَنٌ مِنْ أَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ؟» قَالُوا: لَا، قَالَ: «هَلْ كَانَ فِيهَا عِيدٌ مِنْ أَعْيَادِهِمْ؟» قَالُوا: لَا، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَوْفِ بِنَذْرِكَ فَإِنَّهُ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ»[2]

"رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص نے یہ نذر مانی کہ وہ مقام بوانہ میں ایک اونٹ ذبح کرے گا۔ وہ شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے بوانہ میں ایک اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی ہے۔ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ کیا بوانہ میں زمانۂ جاہلیت کے بتوں میں سے کوئی بت تھا جس کی وہاں پوجا کی جاتی تھی؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: نہیں پھر آپ ﷺ نے پوچھا: کیا وہاں کفار کا کوئی میلہ لگتا تھا؟ عرض کیا: نہیں۔ تو

1 http://www.minhaj.com.pk/ur/261

۲ سنن ابوداود: ۲۸۸۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تو اپنی نذر پوری کر کیونکہ گناہ میں نذر کا پورا کرنا جائز نہیں ہے اور اس چیز میں نذر لازم نہیں آتی جس میں انسان کا کوئی اختیار نہ ہو۔" اس حدیث کی روشنی میں امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ

"جب جاہلی میلوں اور عبادت گاہوں پر کسی عقیدت مندانہ حاضری کو منع کر دیا گیا تو خود جاہلی عیدوں میں شرکت بدرجۂ اولیٰ ممنوع ہو گئی۔"[1]

مزید برآں سورۃ الفرقان کی آیت ۷۲: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ﴾ "رحمٰن کے بندے جھوٹ پر گواہ نہیں ہوتے۔" کی تفسیر میں "الزّور" سے تابعین نے غیر مسلموں کی مذہبی تقریبات کو مراد لیا ہے۔ جیسا کہ امام محمد بن سیرین فرماتے ہیں: "الزُّور سے مراد عیسائیوں کی عید شعانین ہے۔"

مجاہد اور ربیع بن انس فرماتے ہیں: هو أعياد المشركين "یہ مشرکوں کی عید کو کہتے ہیں۔"

قاضی ابو یعلیٰ اور امام ضحاک رحمہ اللہ سے بھی یہی رائے منقول ہے۔ فقہائے مالکیہ سے منقول ہے:

"جو شخص مشرکین کے کسی تہوار میں خربوزے کو خاص طرح سے کاٹتا ہے (جیسے آج کل کرسمس کا کیک وغیرہ) تو گویا وہ خنزیر ذبح کرتا ہے۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اجتنبوا أعداء الله في عيدهم

"اللہ کے دشمنوں کی عید سے بچو۔"

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

من بني بأرض المشركين وصنع نيروزهم ومهرجانهم وتشبَّه بهم حتى يموت، حُشر معهم يوم القيامة

"جو مشرکین کے درمیان رہتا ہے اور ان کی عید نوروز اور تہوار مناتا ہے اور انکی صورت اختیار کرتا ہے اور اسی حال میں مر جاتا ہے تو قیامت کے دن اُن ہی کے ساتھ اٹھایا جائیگا۔"

طاہر القادری کیلئے مقام فکر ہے کہ کیا وہ قیامت کے دن یہود و نصاریٰ کے ساتھ اُٹھنا چاہتے ہیں؟

مساجد کو گرجا گھروں میں تبدیل کرنے کا پروگرام

طاہر القادری صاحب کرسمس ڈے پر عیسائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"منہاج القرآن کی مسجد عیسائیوں کے لئے کھلی رہے گی۔ اُنہوں نے کہا کہ ہمیں امن کے قیام کے لئے نفرتیں ختم کرنا ہوں گی۔"[2]

"ڈاکٹر طاہر القادری نے کہا ہے کہ ادارہ کی مسجد مسلمانوں کے ساتھ عیسائی بھائیوں اور بہنوں

۱ دیکھئے امام ابن تیمیہ کی کتاب 'اقتضاء الصراط المستقیم': ص ۱/۱۹۹، ۱۳۲، ۸۳

۲ روزنامہ ایکسپریس، ۳ جنوری ۲۰۰۶ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیلئے بھی ہر وقت کھلی ہے۔ وہ جب چاہے اپنے مذہب کے مطابق اسمیں عبادت کر سکتے ہیں۔"[1]

اس سلسلے میں انہوں نے ۹ھ میں نجران کے عیسائی وفد کی آمد کے موقع پر ان کو مسجدِ نبوی میں ٹھہرانے اور اس دوران پیش آمدہ واقعہ سے یہ استدلال کرنے کی کوشش کی کہ مسلمانوں کی مساجد میں اہل کتاب یعنی یہودیوں اور نصارانیوں کو اپنے طریقے کے مطابق عبادت کرنے کی ہر وقت کھلی اجازت ہے۔ لہٰذا اس مقصد کے لئے طاہر القادری صاحب نے عیسائیوں کو باقاعدہ دعوت دی کہ وہ ہماری مساجد میں آکر اپنے طریقے کے مطابق عبادت کیا کریں۔

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا قیام چونکہ مسجدِ نبوی میں ہی زیادہ ہوا کرتا تھا لہٰذا جو بھی وفود آتے، وہ آپ سے مسجدِ نبوی میں آپ سے ملاقات کرتے۔ چنانچہ جب اہل نجران کا وفد آیا تو آپ سے تفصیلاً بات کرنے کے لئے مسجدِ نبوی میں ٹھہرا۔ اس دوران ایک دفعہ آپ نماز سے فارغ ہو کر واپس آئے تو وہ اپنے مذہبی طریقے کے مطابق نماز پڑھنے لگے جس پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کو منع کیا لیکن آپ ﷺ نے عارضی طور پر اُس وقت ان سے درگزر کرنے کا حکم دیا۔ لیکن اس سے کہیں یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ ﷺ نے مسجدِ نبوی میں ان کو اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے کی خصوصاً تلقین کی ہو یا ان کو اس بات کی باقاعدہ طور پر دعوت دی ہو اور نہ ہی ہمارے اسلاف نے اس واقعہ سے مسلمانوں کی مساجد میں اہل کتاب کو باقاعدہ طور پر عبادت کی دعوت دینے کا حکم اخذ کیا ہے۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بعد میں جب ۹ھ میں قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّمَا ٱلۡمُشۡرِكُونَ نَجَسٞ فَلَا يَقۡرَبُواْ ٱلۡمَسۡجِدَ ٱلۡحَرَامَ بَعۡدَ عَامِهِمۡ هَٰذَاۚ ﴾[2] "اے ایمان والو! بے شک مشرک بالکل ناپاک ہیں۔ وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس بھی نہ پھٹکنے پائیں۔" تو آپ ﷺ نے یہ حکم جاری فرمایا:

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَدْخُلُ مَسْجِدَنَا هٰذَا مُشْرِكٌ بَعْدَ عَامِنَا هٰذَا غَيْرَ أَهْلِ الْكِتَابِ وَخَدَمِهِمْ»[3]

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک ہماری مسجدوں میں داخل نہ ہو سوائے اہل کتاب اور ان کے خادموں کے۔"

محدثین کے نزدیک اس حدیث میں اہل کتاب سے مراد وہ اہل کتاب ہیں جو کہ ذمّی ہوں جیسا اس بات کی وضاحت مسند احمد میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی اس فرمان نبوی ﷺ سے یوں ملتی ہے:

۱ روزنامہ جناح، ۳ جنوری ۲۰۰۶ء

۲ سورۃ التوبۃ: ۲۸

۳ مسند احمد: ۱۴۱۲۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

«لَا يَدْخُلْ مَسْجِدَنَا هٰذَا بَعْدَ عَامِنَا هٰذَا مُشْرِكٌ إِلَّا أَهْلُ الْعَهْدِ وَخَدَمُهُمْ»[1]

"اس سال کے بعد کوئی مشرک ہماری مسجدوں میں داخل نہ ہو سوائے ذمیوں اور ان کے غلاموں کے۔"

چنانچہ امام ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں سورۂ توبہ کی درج بالا آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں:

كتب عمر بن عبد العزيز، رضي الله عنه: أن امنعوا اليهود والنصارى من دخول مساجد المسلمين، وأتبع نهيه قول الله: ﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ﴾[2]

"عمر بن عبدالعزیز نے اپنے دورِ خلافت میں یہود و نصاریٰ کو بھی مسلمانوں کی مسجدوں میں داخلے سے ممانعت کا حکم جاری فرمایا تھا، اللہ کے اس فرمان کے بسبب "مشرکین نجس ہیں"۔

یہ تو ہے حکم مشرکین اور یہود و نصاریٰ کے مسجد میں صرف داخل ہونے کا معاملے میں۔ جہاں تک تعلق ہے ان کا مسلمانوں کی مساجد کو باقاعدہ اپنی عبادت کے لئے استعمال کرنا یا اُن کو اس کے لئے دعوت دینا تو تمام فقہائے سلف صالحین کے نزدیک یہ کسی صورت جائز نہیں۔

طاہر القادری کی نظر میں شیعہ سنّی بھائی بھائی

طاہر القادری صاحب ایک مقام پر "شیعہ سنی بھائی بھائی" کے نعروں کی گونج میں پرجوش تقریر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"سنیے! اگر جو بات میں نے کہی، وہ سنّیت ہے تو ایمان سے کہو کہ یہی شیعیت ہے یا نہیں؟ یہی شیعیت ہے! تو جھگڑا کس بات کا؟ تو پتا چلا جھگڑا سنّی شیعہ میں نہیں ہے، جھگڑا خارجیت کا ہے۔ جھگڑا سنّیت اور شیعیت میں نہیں، یہ تو دونوں کربلا میں ہیں اور خارجیت دمشق کے تخت پر ہے... لہٰذا میری تلقین ہے کہ آج کے بعد آپ کو اس طرح سے (ہاتھ ہاتھ ملا کر) رہنا ہے۔"[3]

سوال یہ ہے کہ طاہر القادری صاحب "شیعہ سنی بھائی بھائی" کا جو نعرہ لگوا رہے ہیں، اس کی شرعاً کوئی حیثیت بھی ہے یا نہیں! یا طاہر القادری صاحب ایک عالمی ایجنڈے کی تکمیل کے لئے یہ نعرہ لگوا رہے ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ "شیعہ سنی بھائی بھائی" کبھی بھی نہیں ہوسکتے بلکہ یہ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ جیسے ایک نیام میں دو تلواریں اکٹھی نہیں ہوسکتی، ایسے ہی ان رافضی شیعوں کا اہل السنۃ کا بھائی ہونا بعید القیاس ہے۔ کیونکہ یہ رافضی شیعہ جو عقائد رکھتے ہیں وہ انسان کو دائرۂ اسلام سے خارج کرنے کے لئے کافی ہیں۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان باندھنا، ان کی اور دیگر صحابہ کرام بشمول

1 مسند احمد: ۱۴۶۸۶

2 تفسیر ابن کثیر: ۱۳۱/۴

3 http://www.tahirulpadri.com/audio/Padri_Taqreer_Sunni_Shia_Bhai_Bhai_MaazAllah.mp3

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم کو کافر قرار دیتے ہوئے اہل جہنم میں شمار کرنا۔ پس اگر ان رافضی شیعوں کی حقیقت کو شرعی طور پر جان لیا جائے تو اس حقیقت کو سمجھنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی کہ طاہر القادری صاحب کس ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں۔ چنانچہ العقیدۃ الواسطیۃ میں درج ہے:

المعروف أن الرافضة قبّحهم الله يسبّون الصحابة ويلعنوهم وربّما كفّروهم أو كفروا بعضهم والغالبية منهم مع سبّهم لكثير من الصحابة والخلفاء يغلون في علي وأولاده ويعتقدون فيهم الإلٰهية[1]

"یہ بات معروف ہے کہ روافض ... اللہ اُنہیں ہلاک کرے کیونکہ وہ... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتے اور ان پر لعنت کرتے ہیں اور تمام صحابہ کرام کی تکفیر کرتے ہیں یا اُن میں سے بعض کو کافر کہتے ہیں اور ان کی غالب اکثریت صحابہ کرام اور خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینے کے ساتھ ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اُن کی اولاد کے بارے میں غلو کرتی ہے اور ان کے بارے میں خدا ہونے کا اعتقاد رکھتی ہے۔"

چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ان رافضی شیعوں کی یوں تعریف کرتے ہیں:

جس نے یہ کہا کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم امام (خلیفہ برحق) نہیں ہیں، تو وہ 'رافضی' ہے۔[2]

امام الخرشی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "یہ لقب ہر اس شخص کے لیے استعمال کیا گیا ہے جس نے دین میں غلو کیا اور صحابہ کی شان میں طعن کو جائز قرار دیا۔"[3]

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے بیٹے عبد اللہ یوں روایت کرتے ہیں:

قلت لأبي من الرافضة قال الذي يشتم ويسبّ أبابكر وعمر[4]

"میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ 'رافضی' کون ہیں، فرمایا وہ شخص جو سیدنا ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہم کو برا کہے اور ان کو گالیاں دے۔"

چنانچہ یہی وہ گروہ ہے جس کے بارے میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كنت عند النبي ﷺ وعنده علي فقال النبي ﷺ: «يا علي! سيكون في أمتي قوم ينتحلون حبّ أهل البيت لهم نبز يسمون الرافضة قاتلوهم فإنهم

۱ شرح العقیدۃ الواسطیہ: ۱/۲۵۳
۲ السیر للذہبی فی ترجمۃ
۳ شرح مختصر الخلیل
۴ السنۃ للخلال: ۳/۴۹۲ و اسنادہ: صحیح ... السنۃ لعبد اللہ بن احمد: ۲/۵۴۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشرکون»[1]

میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے علی! میری اُمّت میں عنقریب ایسی قوم ہوگی جو اہل بیت سے محبت کا (جھوٹا) دعویٰ کرے گی، اُن کے لئے ہلاکت ہے ان کو رافضہ کہا جائے گا تم ان سے قتال کرنا کیونکہ وہ مشرک ہوں گے۔"

وعن فاطمة بنت محمد ﷺ قالت: نظر النبی ﷺ إلى علي فقال: «هٰذا في الجنة، وإن من شيعته قومًا يعلمون (وفي رواية يلفظون) الإسلام ثم يرفضونه، لهم نبزيسمون (وفي رواية يشهدون) الرافضة، مَن لَقِيهم فليقتلهم فإنهم مشركون»[2]

"حضرت فاطمہ بنتِ محمد ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا پھر فرمایا کہ یہ جنّت میں ہوگا اور اس کے گروہ میں سے ایسے لوگ ہوں گے جو اسلام کو جاننے کے بعد اِس کو جھٹلادیں گے۔ ان کے لئے ہلاکت ہے، ان کو رافضہ کے نام سے جانا جائے گا، جب تمہارا ان سے سامنا ہو تو ان سے قتال کرنا کیونکہ وہ مشرک ہیں۔"

عن علي بن أبي طالب قال قال رسول الله ﷺ: «ياعلي! إنك من أهل الجنة وانه يخرج في أمتي قوم ينتحلون شيعتنا ليسوا من شيعتنا لهم نبز يقال لهم الرافضة وآيتهم إنهم يشتمون أبا بكر وعمر أينما لقيتهم فاقتلهم فإنهم مشركون»[3]

"حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک تم اہل جنت میں سے ہو اور میری اُمت میں سے ایسی قوم نکلے گی جو اپنے آپ کو ہماری اولاد سے منسوب کریں گے اور وہ ہماری اولاد میں سے نہیں ہوں گے۔ اُن کے لئے برائی ہے، ان کو رافضہ کہا جائے گا اور اُن کی علامت یہ ہے کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دیں گے۔ وہ جہاں کہیں بھی تم کو ملیں تو تم ان کو قتل کرو کیونکہ وہ مشرک ہیں۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد امام عامر شعبی اس گروہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"میں تمہیں گمراہ اور خواہش پرستوں سے ڈراتا ہوں اور ان میں شریر ترین 'رافضہ' ہیں..."[4]

۱ رواه الطبرانی واسناده حسن بحوالہ مجمع الزوائد:۱۰/۲۲؛ السنۃ لابن ابی عاصم:۲/۴۷۶

۲ مسند ابی یعلیٰ ۱۲/۱۲:۴۹۱، رقم:۶۶۰۵، رواه الطبرانی ورجالہ ثقات بحوالہ مجمع الزوائد:۱۰/۲۲

۳ السنن الواردۃ فی الفتن:۳/۶۱۲، رقم الحدیث:۲۷۹؛ الفردوس بماثور الخطاب:۵/۳۱۶

۴ السنۃ از خلال:۳/۴۹۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو کوئی ان واضح دلائل کے بعد بھی اس بات کا قائل ہو کہ "شیعہ سنی بھائی بھائی" ہیں تو اس کے عزائم اور خدمت اسلام کا خود بخود اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

طاہر القادری کی خود فریبی... اُن کو سجدہ کرنا

طاہر القادری صاحب کی ذات سے ہر روز ایک نیا فتنہ اور فساد کھڑا ہوتا ہے۔ طاہر القادری صاحب کو اور اُن کے مریدوں کو اللہ ہی جانے اُن کی شخصیت کے بارے میں کیا غلط فہمی ہو گئی ہے کہ وہ ان کے آگے معاذ اللہ سجدہ کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے ہیں اور اس فعل پر طاہر القادری صاحب کو کوئی اعتراض بھی نہیں ہوتا۔ ایسا ہی ایک واقعہ ایک قوالی کی محفل میں پیش آیا جس کی وجہ سے طاہر القادری صاحب پر کڑی تنقید کی گئی۔ گو کہ اس واقعہ کو یوں کہہ کر ٹالنے کی کوشش کی گئی کہ اُن کے مرید اُن کو سجدہ نہیں کر رہے تھے بلکہ اُن کے پیر چوم رہے تھے۔

لیکن جس قوالی پر اُن کے مرید سجدہ کر رہے تھے یا اُن کے بقول پیر چوم رہے تھے، اس کے الفاظ پر غور کیا جائے تو خود بخود یہ بات واضح ہو جائے گی کہ آیا وہ پیر چومے جا رہے تھے یا سجدے کیے جا رہے تھے۔ اس دوران قوال ایک جملہ بار بار دہرائے جا رہا تھا کہ

"اے جلوہ جاناں!... جس جا نظر آتے ہو... سجدے وہیں کرتا ہوں۔"[1]

باقی دلوں کے حال سے تو اللہ بخوبی واقف ہے!!

احکام شریعت کی پابندی سے آزاد شخصیت

طاہر القادری صاحب نہ صرف ایک طرف خود فریبی کا شکار ہیں بلکہ شیطان نے اُن کو ایسے دھوکے میں ڈال دیا ہے کہ وہ خود کو احکام شریعت کے پابندی سے بھی آزاد سمجھنے لگے ہیں۔ جیسا کہ ہم اس کا تذکرہ کرسمس تقریبات میں شرکت کو اپنے لئے جائز سمجھنے کے ضمن میں کر آئے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے ایسے شرعی اُمور ہیں جن سے طاہر القادی اپنے آپ کو آزاد سمجھتے ہیں، مثلاً عورتوں کے ساتھ بے پردہ اختلاط کرنا، اُن سے مصافحہ کرنا اور ان کی مشابہت اختیار کرنا وغیرہ۔

اسی طرح 'نعت خوانی' کے نام پر ایسی تقریبات کا منعقد کرنا جس میں کھلے عام مختلف انداز میں لوگوں کو 'وجد' کے نام پر رقص پر اُبھارنا بھی شامل ہے۔[2]

طاہر القادری کی نظر میں امریکہ اور دیگر یورپی ممالک 'دار الامن' ہیں

طاہر القادری صاحب کس کے ایجنڈے پر کاربند ہیں، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ

1 http://youtu.be/T30kO8PVsKM
2 http://youtu.be/hMiM6OEoni0

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ عالم کفر کی سب سے بڑی اور قائد حکومت امریکہ اور دیگر یورپی ممالک کو شرعی طور پر 'دار الامن' قرار دیتے ہیں اور اس کے لئے صرف دلیل یہ دیتے ہیں کہ یہاں مسلمانوں کو بعض عبادات اور ذاتی زندگی میں چند احکامات پر عمل کی اجازت ہے۔ اس کے لئے وہ سلف وصالحین کے فتاویٰ واقوال کو بڑی خوبصورتی سے توڑ مروڑ کر اور اُن کے سیاق وسباق سے ہٹا کر پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ امریکہ ویورپی ممالک کو 'دار الحرب' قرار دینے والوں کی مذمت کرتے ہوئے 'دار الحرب' کو صرف اس بات سے مشروط کرتے ہیں کہ "وہاں مسلمان اور ذمّی مامون نہ رہیں۔" باقی اُن کی نگاہ میں 'دار الکفر' محض کسی ایک حکم شرعی کی پر عمل کی اجازت دے دینے کے بعد 'دار الکفر' نہیں رہ جاتا، چاہے باقی قانونِ شرعیہ کی دھجیاں بکھیر دی جائیں اور شرعی قوانین کے بجائے کفریہ قوانین ہی کیوں نہ نافذ ہوں، اِس سے اُن کی نظر میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔[1]

ہم اس کی مزید تفصیل میں جانے کے بجائے شرعی واصطلاح معنوں میں 'دار الاسلام، دار الحرب، دار الامن' کی تعریف سمجھ لیتے ہیں تاکہ اصل حقیقت سامنے آجائے۔

دارالاسلام کی تعریف: فقہائے کرام رحمہم اللہ نے باتفاق کسی بھی علاقے کو دار الاسلام قرار دینے کے لئے دو شرطیں ہی بیان کی ہیں: ا۔ حاکم کا مسلمان ہونا ۲۔ احکام اسلامی کا اجرا

امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

وبمجرد الفتح قبل إجراء أحكام الاسلام لاتصير دار الإسلام[2]

"صرف فتح کے بعد احکامِ اسلام کے اجرا کے بغیر دارالحرب، دارالاسلام میں تبدیل نہیں ہوتا۔"

وكذلك لو فتح المسلمون أرضًا من أرض العدو حتى صارت في أيديهم وهرب أهلها عنها. لأنها صارت دار الإسلام بظهور أحكام الإسلام فيها[3]

"اسی طرح اگر مسلمان دشمنوں کی کوئی زمین فتح کرلیں یہاں تک کہ وہ مسلمانوں کے ماتحت ہوجائے اور اس کے رہنے والے بھاگ جائیں (یعنی مغلوب ہوجائیں) تو یہ علاقہ احکام اسلام کے ظاہر ہونے سے دار الاسلام قرار پائے گا۔"

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دار الحرب تصير دار الإسلام بإجراء أحكام أهل الإسلام فيها[4]

"دارالحرب میں اہل اسلام کے احکامات جاری ہونے سے وہ دار الاسلام میں تبدیل ہوجاتا ہے"

1 http://youtu.be/ZVRMTSVA1tM

۲ المبسوط از سرخسی: ۱۰/۳۲

۳ شرح السیر الکبیر: ۲/۱۸۵

۴ فتاویٰ ابن عابدین شامی: ۴/۱۷۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام علاء الدین ابو بکر بن مسعود کاسانی اپنی شہرہ آفاق تصنیف 'بدائع الصنائع' میں فرماتے ہیں:

لاخلاف بين أصحابنا في أن دار الكفر تصير دار الإسلام لظهور أحكام الإسلام فيها[1]

"ہمارے علما میں اس بات کا کسی میں اختلاف نہیں ہے کہ دارالکفر، دارالاسلام میں تبدیل ہوتا ہے، اس میں اسلامی احکام ظاہر ہونے سے۔"

صارت الدار دار الإسلام بظهور أحكام الإسلام فيها من غير شريطة أخرىٰ[2] "دارالکفر، دارالاسلام میں تبدیل ہوتا ہے، اس میں اسلامی احکام جاری ہونے سے دوسری کسی شرط کے بغیر۔"

دارُ الحرب کی تعریف: جس طرح دار الحرب کا کوئی بھی علاقہ اس وقت تک دار الاسلام قرار نہیں پاسکتا جب تک اس میں مکمل اسلامی احکام کا اِجرا اور ظہور نہ ہو جائے۔ اسی طرح کوئی بھی علاقہ جو کہ دار الاسلام کا حصہ ہو وہ اس وقت تک دار الحرب میں تبدیل نہیں ہوتا جب تک کہ اس میں کچھ نقائص پیدا نہ ہو جائیں۔ چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی اپنی شہرہ آفاق کتاب 'ردّ المختار' میں لکھتے ہیں:

لا تصير دار الإسلام دار الحرب إلا بأمور ثلا ثة بإجراء أحكام أهل الشرك وباتصالها بدار الحرب، وبأن لايبقي فيها مسلم أو ذمي أمنًا بالأمان الأوّل علىٰ نفسه[3]

"دارالاسلام دارالحرب میں تبدیل نہیں ہوتا مگر تین چیزوں کے پائے جانے سے:

1. اہل شرک کے احکام جاری ہونے سے اور
2. اس شہر کے دارالحرب سے متصل ہونے سے اور یہ کہ
3. وہاں کوئی مسلمان یا ذمی اپنی ذات اور دین کے اعتبار سے امن اوّل سے مامون رہے۔"

یہاں اہل شرک سے اہل کفر مراد ہیں یعنی اہل کفر کے احکام علی الاعلان بلاروک ٹوک جاری ہوں، احکام اسلام وہاں جاری نہ ہوں اور دارالحرب سے متصل ہونے سے مراد یہ ہے کہ دونوں 'دار' کے درمیان دار الاسلام کا کوئی اور علاقہ موجود نہ ہو اور امن اول سے مراد یہ ہے کہ مسلمانوں کو اسلام کے سبب اور ذمّی کو عہدِ ذمہ کی سبب کفار کے غلبے سے پہلے جو امن تھا، وہ امن کفار و مرتدین کے غلبہ کے بعد مسلمان اور ذمی دونوں کے لئے باقی نہ رہے۔ یہ رائے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ لیکن امام ابو

1 بدائع الصنائع: ۷/۱۳۰
2 بدائع الصنائع: ۷/۱۳۱
3 فتاویٰ شامی: ۴/۱۷۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مذکورہ اُمور میں سے صرف ایک ہی امر سے دارالحرب بن جاتا ہے یعنی دارالاسلام میں صرف احکامِ کفر جاری ہونے سے وہ دارالحرب بن جاتا ہے اور یہی قول فقہ حنفی میں قرین قیاس ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

وقال أبو يوسف رحمة الله عليه ومحمّد رحمة الله عليه بشرط واحد لا غير وهو إظهار أحكام الكفر وهو القياس[1]

"اور امام ابویوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صرف ایک شرط محقق ہونے سے دار الحرب کا حکم کر دیا جائے گا اور وہ شرط یہ ہے کہ احکامِ کفر کو علی الاعلان جاری کر دیں اور قیاس (بھی فقہ حنفی کے نزدیک) اسی کا متقاضی ہے۔"

علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وضاحت اس طرح فرمائی:

وعن أبي يوسف و محمّد رحمهما الله تعالىٰ إذا أظهروا أحكام الشرك فيها فقد صارت دارهم دار حرب، لأن البقعة إنما تنسب إلينا أو إليهم باعتبار القوة والغلبة، فكل موضع ظهر فيها حكم الشرك فالقوة في ذلك الموضع للمشركين فكانت دار حرب وكل موضع كان الظاهر فيه حكم الإسلام فالقوة فيه للمسلمين[2]

"امام ابویوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ اگر دارالاسلام کے کسی علاقہ میں (حکام) احکامِ شرک کا اظہار کر دیں (یعنی علی الاعلان نافذ کر دیں) تو ان کا دار، دارالحرب ہو گا۔ اس لیے کہ کوئی بھی علاقہ ہماری یا ان (کفار) کی جانب قوت اور غلبہ ہی کی بنیاد پر منسوب ہوتا ہے۔ جس جگہ احکامِ شرک نافذ ہو جائیں تو اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس جگہ مشرکین کو اقتدار اور قوت حاصل ہے، اس لحاظ سے وہ 'دارالحرب' ہے۔ اس کے برعکس جس جگہ 'حکم' اسلام کا ظاہر اور غالب ہو تو وہاں گویا مسلمانوں کو اقتدار حاصل ہے (اور وہ دار الاسلام ہے)۔"

ان تمام حوالہ جات سے کہیں یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ فقہائے کرام نے کسی جگہ کو 'دارالحرب' قرار دینے کے لئے صرف یہ ایک شرط بیان کی ہو کہ "وہاں مسلمان اور ذمّی مامون نہ رہیں" بلکہ اصل حقیقت تو فقہائے کرام کے فتاویٰ سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ اصل شے احکامِ اسلامی کا جاری و ساری رہنا اور اگر یہ شرط مفقود ہو گئی تو دار الاسلام کی کوئی حیثیت نہیں۔

اسی طرح فقہائے کرام کے فتاویٰ اس بات پر بھی شاہد ہیں کہ کسی بھی جگہ کو دارالحرب یا دار الکفر

---

۱ فتاویٰ عالمگیری بحوالہ تالیفاتِ رشیدیہ بعنوان 'فیصلة الاعلام فی دار الحرب و دارالاسلام': ص ٦٦٧

۲ المبسوط از سرخسی: ١٢/٢٥٨؛ بدائع الصنائع: ٧/١٩٤

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے استثنا صرف اسی صورت میں مل سکتا ہے جب کہ وہاں احکام اسلامی کا مکمل اجرا ہو اور قانونِ شریعت پوری طرح نافذ ہو۔

دارالامان کی تعریف: جو لوگ صرف مسلمانوں کو 'امن' اور دیگر شعائر اسلام (جمعہ و عیدین) کی ادائیگی کی اجازت دینے کی صورت میں کسی علاقہ کو (جیسا کہ آج کل ہندوستان، امریکہ اور دیگر یورپی ریاستوں کو) دار الامن یا دارالعہد قرار دینے کی ناروا کوشش کرتے ہیں تو باتفاقِ سلف وصالحین یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ دار الحرب میں 'امن' تو مشروط ہی اس بات سے ہے کہ وہ دار الاسلام کی طرف سے دیا گیا ہو نہ کہ دار الحرب کی طرف سے از خود چند مسلمانوں کو امن دینے سے وہ 'دارالامان' یا 'دارالعہد' قرار پا جائے گا۔ بالفرض اگر مان لیا جائے کہ امریکہ و دیگر یورپی ممالک بشمول انڈیا، یہ سب 'دار الامان' ہیں جیسا کہ طاہر القادری صاحب ہجرتِ حبشہ کی بے محل مثال دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہاں کفر کی حکومت کے باوجود مسلمانوں کو شعائرِ اسلام کی ادائیگی کی اجازت تھی، تو اسی برخود غلط اُصول پر قیاس کرتے ہوئے امریکہ و دیگر یورپی ممالک بھی 'دار الامان' ہیں۔

سوال یہ ہے کہ ایک وہ علاقہ جہاں ایک طرف کفار کی طرف سے مسلمانوں کو شعائرِ اسلام مثلاً جمعہ و عیدین اور دیگر انفرادی احکام کی پابندی کی اجازت ہو، لیکن دوسری طرف اسی دارالامان پر حکمرانی کرنے والے کفار بلادِ اسلامیہ کے دوسرے علاقوں (کشمیر، افغانستان، عراق، بوسنیا، چیچنیا وغیرہ) میں بسنے والے مسلمانوں پر حملہ آور ہو جائیں، اُن کی بستیوں کو تاراج کریں، ان کی کھیت کھلیانوں کو برباد کریں، ان پر آتش و آہن کی برسات کر دیں، لاکھوں مسلمانوں کو خاک و خون میں نہلا دیں، یا پھر اس دارالامان کے کفار اس کام میں دوسرے علاقے کے کفار کی مدد کر رہے ہوں تو کیا کفار کے ان علاقوں کو محض اس بنیاد پر کہ اُنہوں نے چند مسلمانوں کو چند شعائر اسلام کی ادائیگی کی اجازت اور امن دے رکھا ہے، دارالامان قرار دیا جاتا رہے گا...؟؟

اور دار الامان کے سلسلے میں ہجرتِ حبشہ کی جو مثال دی جاتی ہے، تو سوال یہ ہے کہ کیا حبشہ کے کفار نے مسلمانوں کے مقابلے میں قریش مکہ کا ساتھ دیا تھا اور اُن کو پکڑ پکڑ کر کفارِ مکہ کے حوالے کر دیا تھا... یا اُنہوں نے دامے درمے سخنے مسلمانوں کی ہر ممکن مدد و نصرت کی تھی اور سب سے بڑھ کر بات یہ کہ شاہِ حبشہ خود مسلمان ہو گئے تھے اور ان کے انتقال پر رسول اللہ ﷺ نے ان کا جنازہ ادا کیا۔

حقیقتِ حال یہ ہے کہ چاہے برطانیہ یا ہندوستان ہو، یورپی ریاستیں ہوں یا کفار کے دوسرے ممالک، شاذونادر ہی کوئی ملک ایسا ہو، جس نے مسلمانوں کے خلاف دہشت گردی کے نام پر اقوام متحدہ کے زیر سایہ پوری دنیا میں برپا کی جانے والی 'صلیبی جنگ' میں اہم کردار ادا نہ کیا ہو یا اس میں کسی بھی طریقے کی فوجی، مالی، طبّی اور لاجسٹک سپورٹ فراہم نہ کی ہو۔ خاص کر جس طریقے سے عالم کفر اور ان کے حاشیہ بردار مسلمانوں کے کلمہ گو حکمرانوں نے 'امارتِ اسلامی افغانستان' کے خلاف بالاتفاق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

'مشترکہ صلیبی جنگ' مسلط کی، اس کی مثال تو تاریخ اسلامی میں کم ہی ملتی ہے۔ لہٰذا یہ دلیل ہی کلیۃً باطل ہوگئی۔

مزید برآں امریکہ ویورپی ممالک کو 'دار الامن' قرار دینے کے لئے یہ دلیل دینا کہ "وہاں مسلمان اور ذمّی مامون نہ رہیں" دراصل ان کے ذہنی خلل کی نشاندہی کرتا ہے کیونکہ مسلمان کے ساتھ ذمّی کے بھی مامون و محفوظ رہنے کی جو شرط فقہاے کرام نے رکھی ہے، تو یہ بات تو کسی ادنیٰ سے طالبعلم سے بھی مخفی نہیں کہ 'ذمّی' دار الاسلام کے ماتحت ہوتا ہے نہ کہ دار الحرب کے... ﴿ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ! ﴾ کیا یہ اب بھی عقل سے کام نہیں لیں گے...؟؟

گستاخِ رسول ﷺ کی سزا پر اجماعِ اُمت سے انحراف

طاہر القادری صاحب نے جہاں ایک طرف احکامِ شریعت سے متعلق تواتر کے ساتھ چلے آنے والے اجماع سے انحراف کیا بلکہ وہ اپنے بیرونی آقاؤں کی خوشنودی کے لئے اس قدر آگے بڑھ گئے کہ دورِ نبوی ﷺ سے رائج شدہ گستاخِ رسول ﷺ کی "گردن زدنی" کی سزا میں یہ کہہ کر تخفیف و ترمیم کردی کہ یہ سزا صرف مسلمانوں کے لئے ہے، کافروں کے لئے نہیں۔ چنانچہ رمشا مسیح کیس کے معاملے میں اپنے بیرونی آقاؤں کی موجودگی میں ایک کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"ناموسِ رسالت کے قانون کا اطلاق غیر مسلموں پر نہیں ہوتا، چاہے وہ یہودی ہوں یا عیسائی یا دیگر اقلیتوں میں سے کوئی بھی ہو۔ اس کا تعلق صرف مسلمانوں سے ہے۔"

یہ ہے وہ انحراف جو انہوں نے ناموسِ رسالت پر کیا جو کہ اجماعِ اُمت کے صریح خلاف ہے۔ چنانچہ گستاخِ رسول ﷺ کی سزا کیا ہے، چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر، آئیے پہلے اس کو جان لیتے ہیں۔ خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبد العزیز فرماتے ہیں:

يُقتل، وذلك أنه من شتم النبي ﷺ فهو مُرْتَدٌّ عن الإسلام، ولا يشتم مسلمٌ النبيَّ[1] "جو شخص رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے، اُسے قتل کیا جائے کیونکہ وہ اس فعل سے 'مرتد' ہو جاتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ کوئی مسلمان نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کی جسارت نہیں کر سکتا۔"

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أيّما مسلم سبّ الله أو سبّ أحدًا من الأنبياء فقد كَذَّبَ برسول الله ﷺ، وهي رِدَّةٌ، يُسْتتاب فإنْ رَجَع وإلا قُتِلَ، وأيما معاهدٍ عَانَد فسبّ الله أو

---

[1] الصارم المسلول علیٰ شاتم الرسول: ۱/۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبّ أحدًا من الأنبياء أو جهر به فقد نَقَضَ العهد فاقتلوه[1]

"جو مسلمان اللہ تعالیٰ کو گالی دے یا کسی نبی کی شان میں بکواس کرے وہ نبی کریم ﷺ کی تکذیب کرنے والا ہوا اور یہ 'ارتداد' ہے۔ لہٰذا اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے اگر رجوع کرے تو ٹھیک ورنہ قتل کر دیا جائے اور جو (کافر) معاہد عناد سے کام لیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی شان میں گالی گلوچ کرے یا کسی پیغمبر کو سبّ و شتم کرے یا ایسے کلماتِ علانیہ کہے تو وہ نقضِ عہد کا مرتکب ہوا، اس لئے اُس کو قتل کر دو۔"

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جو شخص نبی ﷺ کو گالی دے یا آپ کی تنقیص کرے، خواہ مسلمان ہو یا کافر، تو واجب القتل ہے۔ میری رائے میں اس گستاخ کو قتل کیا جائے گا اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہ کیا جائے گا۔ (اسی طرح اگر) جو معاہد (ذمّی) عہد شکنی کرے اور اسلام میں گستاخی جیسا فتنہ پیدا کرے وہ واجب القتل ہے۔ کیونکہ مسلمانوں نے اس فتنہ انگیزی کی رخصت پر عہدِ ذمّہ نہیں دیا۔"[2]

مہاجر بن ابی اُمیہ رضی اللہ عنہ یمامہ اور اس کے گردونواح کے علاقے پر حکمران تھے۔ اس علاقے میں دو عورتیں تھیں، ان میں ایک حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والی تھی اور ایک مسلمانوں کی ہجو کرتی تھی۔ حضرت مہاجر رضی اللہ عنہ نے دونوں کا ایک ایک ہاتھ کٹوا دیا اور سامنے کے دانت تڑوا دیئے۔ جب اس فیصلے کی خبر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو آپ نے اُن کو یہ خط لکھا:

بَلَغني الذي سرت به في المرأة التي تغنَّت وزمرت بشتم النبي ﷺ، فلولا ما قد سبقتني فيها لأمرتك بِقَتْلِهَا؛ لأن حدَّ الأنبياء ليس يشبه الحدود؛ فمن تعاطي ذلك من مسلم فهو مرتدٌّ أو معاهدٍ فهو محارب غادر... فإنه بلغني أنك قطعت يَدَ امرأة في أن تَغَنَّت بهجاء المسلمين ونزعت ثَنِيَّتَهَا، فإن كانت ممن تدعي الإسلام فأدب وتقدمة دون المُثْلَة، وإن كانت ذِميةٍ فلعمري لما صفحت عنه من الشرك أعظم، ولو كنت تقدمت إليك في مثل هذا لبلغت مكروهك، فاقبل الدَّعَة[3]

"مجھے تمہارے فیصلے کا علم ہوا جو تم نے شانِ رسالت میں گستاخی کرنے والی عورت کے بارے میں کیا (کہ اس کا ہاتھ کٹوا دیا اور دانت تڑوا دیئے)، اگر تم مجھ سے پہلے ہی اس کو سزا نہ دے چکے ہوتے تو میں تم کو اس کے 'قتل' کا حکم دیتا، کیونکہ انبیاے کرام کی شان میں گستاخی کی سزا عام

۱ الصارم المسلول علی شاتم الرسول: ۱/۳۵۱

۲ ایضاً

۳ ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جرائم جیسی نہیں۔ اس لئے یاد رکھو، مسلمانوں میں سے جو کوئی بھی اس جرم کا مرتکب ہو تو وہ 'مرتد' ہے، اگر معاہد (کافر) ایسی حرکت کرے تو حربی عہد شکن ہے۔ اسی طرح تم نے اس عورت کا بھی ہاتھ کاٹ دیا اور سامنے کے دانت نکلوا دیے ہیں جس نے گا کر مسلمانوں کی ہجو کی، اس سلسلہ میں قابل لحاظ یہ بات ہے کہ اگر وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتی تھی تو اس کے لئے تادیب و تعذیر ہی کافی تھی (قید و بند یا کوڑے وغیرہ کی سزا) مثلہ جائز نہ تھا اور اگر وہ ذمّیہ تھی تو تم نے اس سے درگزر کیوں نہ کیا، اس کا مشرک ہونا تو اس سے بڑا جرم تھا اور اگر میں پہلے سے تم کو ہدایت نہ کر چکا ہوتا تو تمہارے ناگوار فیصلے کی نوبت تک نہ آتی۔"

یہودی سردار کعب بن اشرف کی ایذارسانیوں اور کھلی گستاخیوں پر آپ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا:

مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ؟ فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللهَ وَرَسُولَهُ. قَالَ: مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: نَعَمْ [1] "کعب بن اشرف کو کون ٹھکانے لگائے گا؟ کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو اذیّت دی ہے۔" محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یارسول اللہ! کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اسے قتل کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں۔"

بالآخر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھیوں نے ایک خفیہ تدبیر کے ذریعے اس کو جہنم واصل کر دیا۔ اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ کعب بن اشرف مسلمان نہیں بلکہ ایک یہودی سردار تھا۔ اس ضمن یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ کعب کے قتل کئے جانے کے بعد آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

إِنَّه نَالَ مِنَّا الأَذَى، وَهَجَانَا بِالشِّعْرِ، وَ لاَ يَفْعَل هَذَا أَحَدٌ مِنْكُم إِلاَّ كَانَ السَّيْفُ [2] "کعب نے ہمیں اذیت دی، اشعار کے ذریعے ہماری ہجو کی لہٰذا جو کوئی اس جرم کا ارتکاب کرے گا، تہ تیغ کیا جائے گا۔"

یہ ہے گستاخِ رسول کی سزا کا اجماعی حکم جو کہ بیان کیا گیا، اور حیرت کی بات یہ ہے کہ طاہر القادری صاحب کا بھی یہی سابقہ موقف تھا۔ جس کو اُنہوں نے اپنے موجودہ موقف سے پہلے اپنی ایک تقریر میں یوں بیان کیا تھا:

"جو بھی گستاخی رسول کا مرتکب ہو، چاہے مسلمان ہو یا غیر مسلم، مرد ہو یا عورت، مسلمان ہو، یہودی ہو، عیسائی ہو، ہندو ہو یا کوئی بھی ہو، جو گستاخِ رسول کا مرتکب ہو اس کی سزا موت ہے۔ اس کو کتّے کی طرح سزائے موت دے دی جائے۔"

طاہر القادری صاحب کی شخصیت کس قدر منافقانہ اور دوغلے پن کی حامل ہے، ان تمام دلائل کے بعد اس پر کلام کی گنجائش نہیں۔ یہ منافقانہ اور دوغلی روش اس قدر واضح ہے کہ وہ میڈیا جو کہ احکامِ

1 صحیح بخاری: ج ۱۰/ ص ۲۳۱، رقم: ۲۸۰۶

2 الصارم المسلول علی شاتم الرسول: ۱/ ۶۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریعہ کے نفاذ کو ہمیشہ آڑے ہاتھوں لیتا ہے، وہ بھی اس پر چپ نہ رہ سکا۔ دیکھئے... [1]

"میں سو فیصد سچا آدمی ہوں"... طاہر القادری کا دعویٰ

حقیقت کیا ہے، اس کے لئے درج ذیل ویب پیج ملاحظہ فرمایئے... [2] پاکستان کے سب سے کثیر الاشاعت اخبار نے انکشاف کیا ہے کہ علامہ طاہر القادری کو جان ایسپوزیٹو نامی امریکی کنٹرول کرتا ہے۔ ایم عظیم میاں، واشنگٹن سے پاکستانی اخبار کے لیے اپنی تحریر میں لکھتے ہیں:

"علامہ ڈاکٹر طاہر القادری کی کینیڈا سے پاکستان واپسی اور لاہور میں جلسہ عام کا تخیل دینے والے اور اس کے لئے مالی و انتظامی تعاون کرنے والے سبھی علامہ صاحب کی پرفارمنس سے اور آخری لمحات تک تقریر کے متن اور مافی الضمیر میں مجوزہ تبدیلیوں سے بھی مطمئن ہیں۔

میری معلومات کے مطابق سب سے زیادہ خوش اور مطمئن جارج ٹاؤن یونیورسٹی واشنگٹن کے پروفیسر جان ایسپوزیٹو (Esposito) ہیں جنہوں نے علامہ طاہر القادری کے دہشت گردی اور خود کش حملوں کے بارے میں ۴۱۳ صفحات پر مشتمل انگریزی میں شائع کردہ فتویٰ کا پیش لفظ ہی نہیں لکھا بلکہ علامہ طاہر القادری کو امریکی حکومتی نظام سمیت متعدد اہم امریکیوں سے بھی متعارف کرایا اور اس سے آگے کے مراحل میں حتیٰ المقدور تعاون کیا۔"

۱۹۸۰ء کے عشرے میں اسلام کے بارے میں تدریس و تحقیق کے لئے مشہور امریکی یونیورسٹی ٹیمپل یونیورسٹی کے فلسطینی نژاد اعلیٰ پائے کے محقق پروفیسر اسمٰعیل فاروقی کی سرپرستی میں پی ایچ ڈی کے طالب علم جان ایسپوزیٹو اس وقت امریکہ کے سرکاری اور علمی نظام میں اسلام کے حوالے سے نہ صرف انتہائی محترم اور معتبر مانے جاتے ہیں بلکہ انسدادِ دہشت گردی کی حکمتِ عملی اور علمی اُمور میں ان کی رائے اور سفارش کو کلیدی اہمیت دی جاتی ہے۔ وہ جارج ٹاؤن یونیورسٹی میں سعودی پرنس ولید کے نام کی چیئر پر بھی فائز ہیں، اُن کے اُستاد پروفیسر اسمٰعیل فاروقی اور ان کی اہلیہ یونیورسٹی کیمپس کی حدود میں ہی اپنی رہائش گاہ پر انتہائی پراسرار طور پر اچانک قتل کر دیئے گئے اور اس قتل کا معمہ میری معلومات کے مطابق آج تک حل نہیں ہوا۔ مرحوم سے مختلف اجتماعات میں مجھے ملاقاتوں اور مختلف موضوعات پر ان کی رائے جاننے کے مواقع ملے۔ ان کی موت امریکہ میں مسلمان کمیونٹی کے لئے نہ صرف ایک عالم اور گائیڈ کی موت تھی بلکہ ان کے بعد ایک عرصہ تک مسلم کمیونٹی خود کو بے سہارا تصور کرتی رہی۔

بہرحال کینیڈین شہریت کے حصول کے بعد علامہ طاہر القادری اب جس اہتمام اور انتظام کے

1 http://www.youtube.com/watch?v=0uyyKGi5su8, https://www.facebook.com/ahwaal/posts/494282193948078
2 http://www.youtube.com/watch?v=0uyyKGi5su8

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ پاکستان کے سیاسی اور عوامی منظر پر لوٹے ہیں یہ ان کی صلاحیتوں کا ایک منفرد اور اعلیٰ نمونہ ہے۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ کے ثمرات سے مستفید ہونے والے (Beneficiaries of war on terror) سیاستدانوں، حکمرانوں اور ثمرات حاصل کرنے والوں میں سے کوئی بھی پاکستانی علامہ صاحب جیسی اعلیٰ صلاحیتوں کا اظہار یا کردار ادا نہیں کر سکا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی آمد اور تقریر سے حکمرانوں اور اپوزیشن میں کسی کو کوئی خطرہ محسوس نہیں ہو رہا بلکہ عمران خان بھی ان کی تقریر کے حوالے پیش کرتے دکھائی دے رہے ہیں۔ علامہ طاہر القادری نے نہ تو حکومت کو چیلنج کیا ہے، اور نہ ہی اپوزیشن کی حمایت کی بلکہ آئین اور نظام کے حوالے سے پہلے سے طے شدہ انداز میں بات کی۔ پاکستان میں انتخابات کو رکوانے یا ملتوی کرنے کی بات بھی نہیں کی اور پھر ۱۰ جنوری کے مارچ کا اعلان بھی کر دیا۔

بعض حلقے تجسس میں ہیں کہ علامہ طاہر القادری کا مشن کیا ہے؟ میری ناقص معلومات کے مطابق علامہ صاحب نہ تو سربراہ مملکت یا وزیر اعظم بننے کے لئے آئے ہیں اور نہ ہی دہری شہریت کے حامل علامہ صاحب کو سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق اس کی اجازت ہے لہٰذا احباب خاطر جمع رکھیں علامہ صاحب اقتدار اور انتخابی عہدے حاصل کرنے کی دوڑ میں نہیں ہیں بلکہ ان کا نعرہ ہی یہ ہے کہ سیاست نہیں ریاست بچاؤ۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ پاکستان میں انتخابات سے قبل نظام میں تبدیلی اور ریاست کو لاحق خطرات کا خاتمہ کرنے کا مشن مکمل ہو ہی نہیں سکتا لہٰذا پاکستان کے اہل اقتدار بلکہ اپوزیشن بھی کوئی خطرہ محسوس نہ کرے۔ علامہ صاحب کی پاکستان آمد نے دہشت گردی کی مخالف قوتوں میں بھی گروہی و سیاسی دوریاں کم کی ہیں۔ ایم کیو ایم کے قائدین کی لاہور کے جلسہ میں موجودگی کا فیصلہ اور عمل اس کی ایک مثال ہے۔ وزیر اعلیٰ شہباز شریف کے شہر لاہور میں پُر امن اور منظم و کامیاب جلسے کا انعقاد بھی پیش نظر رہے ورنہ مخالفین کے جلسوں کو درہم برہم کرنے کے واقعات بھی تاریخ لاہور کا حصہ ہیں لہٰذا علامہ طاہر القادری نے دہشت گردی کے خلاف اپنے اس ضخیم فتویٰ کے اجراء، اشاعت او وسیع پیمانے پر اس کی مفت تقسیم کے ساتھ ساتھ کینیڈا میں بیٹھ کر گزشتہ ڈیڑھ سال یا اس سے زائد عرصہ میں اس انداز سے پاکستان آنے اور عوامی سطح پر اپنے مشن کی کامیابی کے لئے جو منظم تیاری کی تھی اس کا نتیجہ سب کے سامنے ہے۔

اس کی ایک مثال نیویارک میں علامہ صاحب کے پہلے اجتماع کی تھی جس میں مجھے بھی شرکت کی دعوت تھی اور تمام مناظر دیکھنے کا موقع ملا۔ تقریباً ۴۵۰ پاکستانی مرد و خواتین پر مشتمل اس اجتماع میں علامہ صاحب نے اُردو کی بجائے انگریزی میں تقریر کی، اردو سمجھنے والوں کے مجمع سے انگریزی میں خطاب کی وجہ جاننے کے لئے ادھر ادھر نظر دوڑائی تو ہال میں تقریباً ۲۰ گورے خوش لباس افراد اِدھر اُدھر کھڑے، بیٹھتے نظر آئے۔ معلوم ہوا کہ علامہ صاحب کی بحفاظت آمد و رفت کے لئے یہ حضرات ڈیوٹی پر سرکاری اہلکار ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ صاحب نے بڑے مدلل انداز میں اپنے فتویٰ کے بارے میں دلیل، حوالے اور تاویل پیش کی۔ مغرب کی نماز کا وقفہ ہوا تو نیویارک ریاست کے 'کاؤنٹر ٹیررازم' کے سربراہ امریکی اہل کار سے سامنا ہو گیا جو ایک پاکستانی سے محوِ گفتگو تھے لہٰذا مجھ سمیت بعض پاکستانیوں کے لئے یہ بات معمہ تھی کہ آخر پاکستانیوں کے مجمع میں صرف ڈیوٹی پر متعین چند امریکی اہلکاروں کی خاطر علامہ صاحب نے اُردو کی دل نشینی کے بجائے انگریزی میں وعظ فرمانے کی ضرورت کیوں سمجھی؟

تقریب کے بعد علامہ صاحب نے مجھ سمیت چند پاکستانیوں سے ہال کے بالائی حصے میں ملاقات کر کے کرم فرمائی کی تو اُن تمام گورے اہل کاروں کو اپنے آٹو گراف کے ساتھ فتویٰ کی ایک ایک کتاب بھی مفت دی اور پھر اس کے بعد نیویارک اور نیوجرسی میں کئی کئی ہزار پاکستانیوں کے اجتماع منعقد کرنے کے کامیاب تجربات بھی کیے گئے۔ بہر حال جان ایسپوزیٹو خوش اور مطمئن ہیں۔"

ایم عظیم میاں نے اپنے مضمون میں طاہر القادری کے بارے میں جو انکشافات کئے، اس سے زیادہ تہلکہ خیز بات یہ ہے کہ طاہر القادری کے جہاں آقا امریکی اہلکار ہیں، وہاں اس کے محافظ بھی امریکی سی آئی اے کے ایجنٹ بلیک واٹر کے اہلکار ہیں۔

اب پاکستان آنے کے بعد طاہر القادری جس انداز میں سیاسی کھیل کا ڈرامہ رچا رہے ہیں اور ریاست بچانے کا جو نعرہ بلند کر رہے ہیں، اس سے واضح ہوتا ہے کہ طاہر القادری بھی اس کفری جمہوری نظام کو بچانے کے لیے کوشاں ہے، جس نے پاکستان کو امریکہ کا غلام بنا رکھا ہے اور پاکستانی عوام کو مختلف معاشی واقتصادی اور سیاسی وعسکری بحرانوں کے دلدل میں پھنسا کر رکھا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہر سیاستدان اور جمہوری مذہبی رہنما پاکستان کو حقیقی آزادی دلوانے کے لیے کوشاں رہنے کی بجائے اسے مزید امریکہ کی غلامی میں دھکیلنے اور عوام کو فرضی انقلاب کا جھانسہ دیکر جمہوری نظام کے شکنجے میں دوبارہ جکڑنے کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔

طاہر القادری کی تمام تر جدوجہد پاکستانیوں میں بیدار ہونے والی اسلامی روح کو مار کر ان میں ذلّت ورسوائی کی ایسی روح پھونکنا ہے کہ عوام کے سامنے حق وباطل مسخ ہو کر رہ جائے اور عوام کو یہ سمجھ ہی نہ آئے کہ کون حقیقی انقلاب لانے والے ہیں اور کون انقلاب کے نام پر انگریزوں کی غلامی کی زنجیروں کو مزید مضبوط اور مستحکم کرنے میں لگا ہوا ہے۔

ہم نے اس مضمون میں طاہر القادری صاحب کے چند بنیادی عقائد وافکار کی ذرا سی جھلک پیش کی ہے جو کہ اہل ایمان کو اس کی سنگینی سے آگاہ کرنے لئے کافی ہے۔ اہل ایمان کو چاہیے کہ وہ اس فتنے سے ہوشیار اور خبردار رہیں بلکہ اس فتنے کی سرکوبی کا کوئی سامان مہیا کریں۔ یاد رکھیں! جو لوگ امریکہ اور انگریزی کا دم بھرتے ہیں، وہ خود غلام ہیں اور غلام خود آزاد نہیں ہوتا تو دوسروں کو وہ کس طرح آزادی اور ترقی وخوشحالی دے سکتا ہے...!!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ